تقریر ۱۲؍ مارچ ۱۹۱۴ء

(حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات پر مسجد نور میں تقریر)

از

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریم

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ۱۳/ مارچ ۱۹۱۴ء کی مسجد نور میں تقریر (بعد نماز عصر)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اس وقت میں سب دوستوں کی خدمت میں چھوٹی سی عرض کرنی چاہتا ہوں- اور سچے دل سے نصیحت کرنی چاہتا ہوں- اللہ تعالیٰ کی منشا کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح فوت ہو گئے ہیں- اللہ تعالیٰ ان پر بڑے بڑے رحم فرمائے- اپنی برکتیں ان پر نازل کرے- اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پر انہیں ترقی دے اور وہ انہیں ان کے حقیقی دوست محبّ اور پیارے جن سے انہیں ساری عمر محبت رہی جن کی محبت بلاشبہ انکے رگ وریشہ میں تھی- یعنی آنحضرت ﷺ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان دونوں پیاروں کے ساتھ جگہ دے- (مسجد آمین کی آواز سے گونج اٹھی)

اس وقت احمدی جماعت کے اوپر بڑی ذمہ داری پڑ گئی ہے یہ ذمہ داری ہر بچہ وجوان اور بوڑھے پر ہے- ساری جماعت ایک امتحان کے نیچے ہے- وہ جو اس امتحان میں کامیاب ہو گیا اور پاس ہو گیا- خدا کا پسندیدہ اور پیارا ہو گا- اور جو اس امتحان میں فیل ہو گیا- وہ خدا تعالیٰ کے حضور نیکو کاروں میں نہیں گنا جائے گا-

ہم پر ایک ذمہ داری ہے ایک بوجھ ہے اس کو اٹھانے اور اس ذمہ داری میں پاس ہونے کے لئے خوب تیاری کرنی چاہئے- خوب یاد رکھو کہ کوئی کام کتنا ہی اعلیٰ سے اعلیٰ اور عمدہ سے عمدہ ہو

لیکن اگر ارادہ بد ہو تو وہ خطرناک ہو جاتا ہے- دیکھو نماز کیسی اعلیٰ چیز ہے- مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے- فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ (الماعون: ۵-۷) وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر اس نماز میں کوئی مغز اور حقیقت نہیں- لوگ دیکھتے ہیں کہ زید یا بکر نماز پڑھتا ہے- لیکن چونکہ اسکی غرض اس نماز میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ لوگوں کو دکھا رہا ہے- اور ریاء ہے اس لئے جب اس میں ریاء شامل ہو گیا تو وہ پاک اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہونے کی بجائے لعنت کا موجب ہو جاتی ہے- مجھے یہ نکتہ قرآن مجید کے ابتداء میں خوب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے پڑھنے سے پہلے اَعُوْذُ پڑھنا چاہئے پھر ہر سورۃ سے پہلے بِسْمِ اللہ ہے- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ شروع ہوتی ہے- پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد الٓمّٓ- ذٰلِكَ الْكِتٰبُ شروع ہوتا ہے

اب غور کرو کہ قرآن مجید پڑھنے سے پہلے اَعُوْذُ کا جو حکم دیا گیا اور ہر سورۃ سے پہلے بِسْمِ اللہ رکھی تو کیا نَعُوْذُ بِاللہ قرآن مجید میں کوئی شیطانی کام تھا- اور شیطانی دخل تھا- جو یہ تاکید فرمائی؟ اس میں شیطانی دخل نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب تک نیک کام میں نیک ارادہ شامل نہ ہو تو وہ برا اور خطرناک ہو جاتا ہے اس لئے ارادہ کی اصلاح اور پاکیزگی کے لئے یہ حکم دیا کہ قرآن مجید کے پڑھنے سے پہلے اَعُوْذُ پڑھو- تاکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق اللہ تعالیٰ کے فضل اور اعانت کے سوا نہیں ملتی اس لئے بسم اللہ کو رکھا جس میں استعانت ہے پس اَعُوْذُ کا حکم دیا اور بِسْمِ اللہ کو رکھا تا کہ مؤمنین نیت صاف کریں ایسا نہ ہو کہ بد ارادہ تباہ و ہلاک کر دے-

بہت سے لوگ ہیں جن کے لئے ایک آیت رحم و برکت کا موجب ہو جاتی ہے اور بہتوں کے لئے وہی آیت ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے- خدا نے فرمایا- اَعُوْذُ پڑھو یعنی اللہ تعالے کی پناہ مانگو- اور بِسْمِ اللہ میں مدد مانگنے کی تعلیم دی-

غرض کوئی کام کتنا ہی بڑا اور اعلیٰ اور پاک کیوں نہ ہو- جب تک اس میں نیک نیتی اور اخلاص نہ ہو اندیشہ ہے کہ وہ قرب الٰہی سے دور نہ پھینک دے- اب جو عظیم الشان امانت اور بوجھ ہم پر پڑا ہے- اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق کے بدوں ہم اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے- اس لئے میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں- کہ جس قدر فرصت ملے- بہتر ہے ہم خدا کے حضور دعائیں کریں اور عاجزانہ التماس کریں کہ مولیٰ کریم! تو ہی سچا راستہ دکھا تا کہ گمراہی اور تباہی میں پڑنے کی بجائے

ہم تیرے قریب ہوں- یہ بڑی ذمہ داری اور بوجھ ہے جس کے اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں جب تک اسی کی نصرت نہ آوے ہم نہیں اٹھا سکتے- پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بار بار اور کثرت سے پڑھو- ہم نہیں جانتے کل کیا ہو گا- پرسوں کیا ہو گا- ایک غیب کی بات پر ہاتھ مارنا ہے اگر غیب دان خدا مدد نہ کرے تو اندیشہ ہے ہلاکت میں پڑجاویں اس لئے دعائیں کرو استغفار کرو- استخارے کرو- درود پڑھو- تڑپ تڑپ کر دعائیں کرو کہ مولیٰ تو ہی اپنے فضل سے اس امتحان میں کامیاب کر تیرا مسیحؑ آیا- بہتوں نے انکار کیا اور رو، ٹھوکر کھا کر اس پتھر پر گرے اور ہلاک ہوئے- مگر تو نے اپنے رحم سے ہمیں ہدایت دی- پھر اسکی وفات پر پھر ایک موقعہ امتحان کا آیا- اور تو نے ہماری ہدایت فرمائی- اب پھر ایک اور موقعہ آیا ہے- اب بھی فضل کیجئو اور آپ ہماری رہنمائی کرو- ہمارے تمام کاموں میں برکت نازل کیجئو- دشمنوں کو خوش ہونیکا موقعہ نہ دیجئو اپنی خدمت کے لئے پاک وجود چن لے- اَللّٰھُمَّ آمِیْن

سب لوگ اپنے دلوں میں چلتے پھرتے دعائیں کریں آج رات کو اٹھ اٹھ کر دعائیں کریں- اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مشکلات حل کر دیتا ہے- خدا تعالیٰ پر توکل کرو- اس کے وعدے سچے ہیں- اس نے جو اپنے مسیح موعودؑ سے وعدے کئے- وہ پورے ہوئے اور ہونگے- ایک انسان جھوٹا وعدہ کرلیتا ہے- مگر اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہوتے ہیں وہ صَادِقُ الْوَعْد ہے- خدا تعالیٰ کے وعدوں کی صداقت پر ایمان لاؤ- اور اسی پر توکل اور بھروسہ کرو- اب میں بھی دعا کرتا ہوں- تم بھی میرے ساتھ ملکر دعا کرو- اور اس کے بعد بھی دعائیں کرو-

(اس تقریر کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے- خدا جانے دعا میں کیا سوز اور ابتہال تھا کہ اس نے مسجد نور کو تھوڑی دیر کے لئے مسجد بکاء بنا دیا- کوئی آنکھ نہ تھی جو روتی نہ تھی- اور دلوں میں ایک سوزش تھی- بڑی لمبی دعا کے بعد ایک ایسی تجلّی معلوم ہوتی تھی- کہ بجلی کی طرح دلوں پر سکینت کا نزول ہؤا- دعا کے بعد حضور بیٹھ گئے- لوگوں میں ایک قبولیت اور جوش تھا پھر فرمایا کہدو کہ جو روزہ رکھ سکتے ہیں وہ کل روزہ رکھیں- اس حکم اور ارشاد کے بعد آپ مسجد نور سے اٹھے اور نواب صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے-)

(الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء)